محرم الحرام

عزت وحرمت کا مہینہ

تحریر: جناب مولانا عبدالرحمٰن عزیز الٰہ آبادی

کتاب وسنت سے عدم واقفیت کی بنا پر بعض احباب کے اذہان میں یہ بات راسخ ہو چکی ہے کہ محرم الحرام شہادت حسینؓ کی وجہ سے مقدس اور محترم ہے لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ جس دن سے اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کی تخلیق فرمائی اس دن سے مہینوں کی تعداد بارہ مقرر فرمائی جن میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔ [التوبۃ:۳۶] ان چار مہینوں میں سے ایک مہینہ محرم الحرام بھی ہے جس سے سن ہجری کا آغاز ہوتا ہے اور کتاب وسنت میں اس ماہ کو عزت وحرمت کا مہینہ قرار دیا گیا ہے چنانچہ اس ماہ کی فضیلت اس بات سے بھی عیاں ہوتی ہے جو حضرت ابو ہریرۃؓ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (**افضل الصیام بعد شھر رمضان شھر اللہ المحرم**) ''رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہیں''۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل روزے کون سے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''کہ رمضان المبارک کے روزوں کے بعد افضل ترین روزے محرم کے ہیں''۔ [صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم ۱:۳۶۸]

حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہود عاشورا کا روزہ رکھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ کون سا دن ہے؟ جس کا تم روزہ رکھے ہوئے ہو'' تو انہوں نے جواب دیا (**ھذا یوم عظیم انجی اللّٰہ موسی وقومہ وغرق فرعون وقومہ فصامہ موسی شکرا فنحن نصومہ**) ''یہ بہت بڑی عظمت کا دن ہے، اللہ عزوجل نے اس دن حضرت موسیٰؑ اور آپ کی قوم کو (فرعونیوں سے) نجات دی، فرعون اور اس کی قوم کو غرق کر دیا تو حضرت موسیٰؑ نے شکر کا روزہ رکھا ہم ان کی اقتدا کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں''۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (**فنحن احق واولی بموسی منکم فصام رسول اللّٰہ ﷺ وامر بصیامہ**) ''ہم تم سے زیادہ موسیٰؑ کے قریب ہیں پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا ارشاد فرمایا'' [صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشورا/۱:۳۵۹، سنن ابن ماجہ کتاب الصوم باب صوم یوم عاشورا:۱۲۴]

اس کے ساتھ نویں محرم یا گیارھویں محرم کا بھی روزہ رکھنا چاہیے۔جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورا کے دن کا روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تو لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ یہود ونصاریٰ اس دن کی بڑی تعظیم کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(**فاذا كان العام المقبل ان شاء الله صمنا اليوم التاسع فلم يات العام المقبل حتى توفى رسول الله ﷺ**)''ان شاءاللہ ہم آئندہ سال نو محرم کا بھی روزہ رکھیں گے آئندہ سال آنے سے پہلے رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔[صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم عاشورا/۱:۳۵۹]

پھر عاشورا کے روزہ کے اجر وثواب سے بھی محرم کی عزت وفضیلت عیاں ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(**صيام يوم عاشوراء احتسب على الله ان يكفر السنة التى قبله**)''یوم عاشورا کا روزہ، میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ اس روزہ دار کے گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوگا''۔[صحیح مسلم۱:۳۶۷]

حضرت ابوقتادہ انصاریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے یوم عاشورا کے روزہ سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا(**يكفر السنة الماضية**)[**ايضا ۱:۳۶۸، ابن ماجه: ۶۲۴**] لیکن صد حیف......کہ اتنی فضیلت،عزت اور حرمت والے مہینے (محرم الحرام) کو مجالس عزاء نوحہ وماتم کی نذر کر دیا گیا۔

قارئین محترم! ہمارے علم وعقیدہ کے مطابق حضرت حسین بن علیؓ مسلمانوں کے سردار سبط رسول ﷺ،جگر گوشہ بتولؓ اور صحابہ کرامؓ میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔عبادت،سخاوت اور شجاعت جیسے اوصاف سے متصف تھے۔ان کی شہادت کا المیہ ایک عظیم سانحہ ہے ان کے اعزہ واقارب اور معصوم بچوں کے ناحق خون سے اپنے ہاتھ رنگین کرنے والے بلاشبہ ظالم ہیں۔ملت اسلامیہ میں اس واقعہ فاجعہ پر جتنا بھی غم واندوہ کا اظہار کیا جائے بہت کم ہے لیکن جس انداز سے مروجہ غم واندوہ کا اظہار کیا جارہا ہے اس سے بناوٹ اور تصنع کا پہلو اجاگر ہوتا ہے جو صاحب شریعت،ان کے جانثاروں کے علاوہ ائمہ اہل بیت کے نزدیک بھی مستحسن نہیں۔اس ضمن میں علی الترتیب اختصاراً چند سطور پیش خدمت ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے غم واندوہ کی حدود کو اس طرح متعین فرمایا کہ(**ما كان من القلب والعين فمن الله وما كان من اليد واللسان فمن الشيطان**)''یعنی غم واندوہ کا اظہار دل کی پریشانی اور آنکھ کے آنسوؤں سے جائز ہے لیکن ہاتھ کی حرکت اور زبان کی آہ وفغانی کار شیطان میں شامل ہے۔

دوسرے مقام پر اس کی وضاحت یوں بیان فرمائی (**ليس منا من ضرب الخدود وشق**

الجیوب ودعا بدعوة الجاهلیة)''جو شخص مصیبت میں رخسار پیٹے، کپڑے پھاڑے اور دورِ جاہلیت کے بول بولے، ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں''۔[صحیح بخاری کتاب الجنائز: ۱۷۲،۱۷۳، صحیح مسلم کتاب الایمان: ۷۰]
بلکہ ان فرامین کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ کو بھی کائنات کے سامنے رکھا جبکہ آپ ﷺ کے لختِ جگر حضرت ابراہیمؑ کا انتقال پرملال ہوا تو آپ ﷺ نے غم واندوہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا (ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراهیم لمحزون)''آنکھیں آنسوؤں سے تر ہیں اور دل حزن وملال سے بھرپور ہے، لیکن زبان پر وہی کلمہ آئے گا جو رضائے الٰہی کا موجب ہو، اے ابراہیم تیری جدائی انتہائی غمناک ہے''۔[صحیح بخاری کتاب الجنائز: ۱۷۴، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ ﷺ علی الصبیان: ۲۵۴] نیز رسول اللہ ﷺ نے اپنی لختِ جگر حضرت فاطمہؓ کو بایں الفاظ وصیت کی تھی: ''اے فاطمہؓ جب میری وفات ہو جائے تو میری موت پر اپنا چہرہ نہ پیٹنا، بال نہ کھولنا، نہ بالوں کو نوچنا، نوحہ وماتم نہ خود کرنا اور نہ ہی نوحہ گروں کو بلانا، آہ وفغاں قطعاً نہ کرنا، صبر کرنا اور گریہ زاری مت کرنا''[از حیات القلوب وجلاء العیون]
چنانچہ اس باب سے متعلق کتب احادیث کے ذخیرہ میں امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین مقدسہ اس قدر ہیں کہ یہاں ان کی تحریر کی گنجائش نہیں۔
شیعہ کتب میں بھی اس باب سے متعلق واضح ثبوت ہیں چنانچہ حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات پر فرمایا تھا: ''میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ کی وفات سے وہ برکات ختم ہو گئیں جو کسی غیر کی وفات سے ختم نہ ہو سکتی تھیں، آپ ﷺ سے نبوت بھی ختم ہو گئی اور آسمانی خبریں بھی ختم ہو گئیں۔ (لولا انک أمرت بالصبر ونهیت عن الجزع لا نفذنا علیک ماء السوؤن)''اگر آپ ﷺ نے صبر کی تلقین نہ کی ہوتی اور جزع فزع سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی رو رو کر ختم کر دیتے''۔[نہج البلاغہ مطبوعہ تبریز: ۲۰۵، مطبوعہ مصر: ۲۵۶] دوسرے مقام پر فرماتے ہیں (وعلیکم بالصبر فان الصبر من الایمان کالراس من الجسد ولا خیر فی جسد لا راس معه، ولا فی ایمان لاصبر معه)''صبر اختیار کرو، کیونکہ صبر کا تعلق ایمان کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ سر کا تعلق جسم کے ساتھ ہے۔ جس طرح مر جانے کے بعد بدن بیکار ہو جاتا ہے، اسی طرح بے صبری سے ایمان ختم ہو جاتا ہے''۔[فروع کافی کتاب الایمان والکفر باب الصبر ونہج البلاغہ ۳: ۱۶۸] اور اصول کافی میں ہے (لا ایمان لمن لا صبر له)''جس کا صبر نہیں اس کا ایمان نہیں''[ص: ۴۱۰] حضرت حسینؓ کی آخری وصیت کے الفاظ یہ ہیں: ''میں آپ سب کو وصیت کرتا ہوں کہ

جب میں شہید ہو جاؤں تو میرے غم میں گریبان نہ پھاڑنا، منہ پر طمانچے نہ مارنا اور نہ ہی سینہ کوبی کرنا''۔[ذبح عظیم: ۲۳۸، اعلام الوریٰ باعلام الهدیٰ مطبوعہ ایران: ۲۳۶]

امام جعفر صادقؒ قرآن مجید کی آیت ﴿ولا یعصینک فی معروف﴾ [الممتحنۃ: ۱۲] کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں: ''کہ معروف یہ ہے وہ عورتیں اپنے کپڑوں کو میت پر نہ پھاڑیں، نہ اپنے چہرے کو پیٹیں، نہ واویلا کریں، نہ میت کے پیچھے قبر تک جائیں نہ کپڑے کالے کریں اور نہ اپنے بالوں کو بکھیریں۔[فروع کافی ۲۲۸:۲] اور زیر آیت مذکورہ تفسیر قمی میں ہے۔''کسی کی موت پر رخسار نہ پیٹو، نہ چہرہ نوچو، نہ بال اکھاڑو، نہ کپڑے پھاڑو، نہ کپڑے سیاہ کرو، اور نہ ہی بین اور ہائے وائے کرو''۔

فروع کافی میں ہے کہ امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص اپنی بیوی کا کہا مانے گا اللہ کریم اسے الٹا کر کے جہنم میں ڈالے گا''۔ حاضرین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کس معاملے میں بیوی کا کہا ماننے پر یہ سزا دی جائے گی فرمایا: (ان تطلب الذهاب الی العرسات والنياحة والثياب الرقاق) ''جو شخص اپنی بیوی کو عرسوں اور ماتمی مجالس میں جانے اور باریک کپڑے پہننے کی اجازت دیتا ہے یہ سزا اس شخص کیلئے ہے''۔[فروع کافی مطبوعہ نولکشور ۲۲۳:۲] امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ جس نے نوحہ کی مجلس قائم کی، بال بکھیرے، چہرے اور سینے کو پیٹا، وہ صبر کو چھوڑ کر غیر اسلامی راہ پر چل پڑا، ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل مذمت ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے اعمال ضائع کر دیتا ہے۔[فروع کافی مطبوعہ نولکشور ۱۲۱:۲]

حضرت علیؓ بیان فرماتے ہیں کہ (نهی رسول الله ﷺ عن النياحة والا ستماع اليها) ''نبی کریم ﷺ نے نوحہ کرنے اور نوحہ سننے سے فرمایا''[من لا یحضرہ الفقیہ]

حضرت ابوسعید الخدریؓ کی روایت میں ہے کہ (لعن رسول الله ﷺ النائحة والمستمعة) ''کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی پر لعنت فرمائی''۔[ابوداؤد ۴۴۶:۲]

قبر کی شبیہ سے متعلق شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ (قال الصادق كل ما جعل على القبر من غير تراب القبر فهو ثقل على الميت) ''قبر پر، قبر کی اصل مٹی کے علاوہ بنائی گئی ہر چیز صاحب قبر پر بوجھ ہوتی ہے''۔[من لا یحضرہ الفقیہ: ۴۹]

اللہ کریم عزوجل کے حضور دعا ہے کہ وہ ہمیں کتاب وسنت اور ائمہ اہل بیت کے فرامین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ (بشکریہ: ہفت روزہ اہل حدیث لاہور)